

زر

(Money)

براہ راست تبادلہ کا نظام
(Barter System)

تعارف:

انسانی تمدن کے اولین دور میں جب زر (یعنی روپیہ پیسہ) موجود نہیں تھا اور نہ خرید و فروخت میں نوٹ اور سکے استعمال ہوتے تھے۔ تو لوگ چیزوں کا تبادلہ براہ راست چیزوں ہی سے کر لیتے تھے مثلاً کسان اپنی ضرورت کی ہر شے اناج کے بدلے حاصل کر لیتا تھا جو لاپکڑے کے عوج، موچی جوتے کے بدلے اور گوالا دودھ کے عوض۔ اسی طرح ہر شخص ایک چیز دیتا اور اسکے بدلے دوسری لے لیتا۔ اس عمل کو براہ راست تبادلہ یا بارٹر کہا جاتا ہے۔

تعریف:

پروفیسر سمولن:

”بارٹر سے مراد ہے ایک شے کا دوسری شے کے عوض براہ راست تبادلہ، جب کہ اس میں زر کو بطور آلہ مبادلہ استعمال نہ کیا جائے۔“

پروفیسر شیٹل:

”بارٹر معیشت سے مراد ایسی معیشت ہے جس میں مقبول عام آلہ مبادلہ استعمال نہ ہوتا ہو۔“

”براہ راست تبادلہ کے نظام کی مشکلات“

اس نظام میں انسان کو بڑی مشکلات پیش آتی ہیں جن نے نجات حاصل کرنے کے لیے اس نے زر کو رواج دیا۔

1- ضرورتوں میں ”دوطرفہ مطابقت“ کا نہ ہونا: (Cack of co-incidence of wants)

اشیاء کے براہ راست تبادلہ میں سب سے بڑی دقت یہ پیش آتی ہے کہ ہر شخص کو ایسا آدمی تلاش کرنا پڑتا ہے جو اس کی اپنی شے لے لے اور اس کی ضرورت کی شے دے دے، مثلاً ایک عورت کے پاس کچھ گھی ہو اور وہ اس کے عوض کپڑا حاصل کرنا چاہتی ہو تو اسے وہ شخص تلاش کرنا پڑے گا جس کے پاس کپڑا بھی موجود ہو اور اسے گھی کے بدلے دینے کو بھی تیار ہو اس قسم کی تلاش میں کافی وقت ضائع ہو جاتا ہے اور بڑی زحمت اٹھانا پڑتی ہے ہو سکتا ہے کہ ایسا آدمی مل جائے جسکے پاس کپڑا تو موجود ہو لیکن وہ گھی کے بدلے دینے کو تیار نہ ہو یہ ایسا آدمی مل جائے جسے گھی کی ضرورت ہو لیکن اس کے پاس کپڑے کی بجائے کوئی اور چیز ہو لہذا ایسا اتفاق شاذ و نادر ہی ہوتا ہے کہ وہ ایسے افراد سے مل جائیں جنکو ایک دوسرے کی شے کی ضرورت ہو۔

(البتہ اگر کوئی کاروبار ہو تو ہر ایک انسان کرنسی کے عوض اپنی ضرورت کی شے حاصل کرے گا)

زر

2- ”مشترک معیار قدر“ کا نہ ہونا: (Lack of Common Measure of Value)

اگر تلاش کرنے سے دو ایسے اشخاص مل بھی جائیں جو اپنی چیز کو ایک دوسرے سے بدلنے پر آمادہ ہوں تو پھر انہیں یہ معلوم کرنے میں دقت پیش آئے گی کہ ایک شے دوسری کی مقابلے میں کتنی دی جائے مثلاً دونوں فریق ایک کلو گھی کے عوض پانچ میٹر کپڑا لینے اور دینے پر رضامند ہو جاتے ہیں لیکن ہر مرتبہ جب ایک شے کا تبادلہ دوسری شے سے کرنا ہوگا تو نئے سرے سے شرح تبادلہ طے کرنا کا تبادلہ دوسری شے سے کرنا ہوگا۔ تو نئے سرے سے شرح تبادلہ طے کرنا پڑے گی، مثلاً ایک کلو گرام نمک کے عوض کتنا کپڑا یا ایک کلو گرام چینی کے عوض کتنا کپڑا۔ عوض کہ ہر مرتبہ جب ایک شے کے بدلے دوسری شے کا تبادلہ درکار ہوگا تو دونوں کی قدر و قیمت کا نئے سرے سے اندازہ کرنے کی ضرورت پڑے گی جو بہت دشوار کام ہے۔

• (البتہ کرنسی کے استعمال سے یہ دشواری پیش نہیں آتی)

3- بعض چیزوں کا چھوٹے حصوں میں تقسیم نہ ہو سکتا: (Indivisible Goods)

بارٹر سسٹم میں بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک آدمی کے پاس زیادہ مالیت کی چیز ہو مثلاً گائے لیکن اسے اپنی ضرورت کی مختلف چیزیں مثلاً گندم، دال اور چینی درکار ہو جو مختلف افراد سے مل سکتی ہوں تو وہ گائے کے ٹکڑے کر کے انہیں الگ الگ دکانداروں کو نہیں دے سکتا چنانچہ گائے اور اس طرح کی چیزیں کی ”عدم تقسیم پذیری“ چیزوں کے تبادلہ میں سخت رکاوٹ بنتی ہے۔

4- ذخیرہ قدر میں مشکل: (Lack of Store of Value)

براہ راست تبادلہ میں مشکل یہ پیش آتی ہے کہ انسان ”قدر و قیمت کی چیزیں“ کا ذخیرہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ کئی چیزیں مثلاً گندم، دودھ، پھل اور سبزی گلی سر جانے والی ہوتی ہیں۔ لہذا وہ کبھی مدت کے لیے جمع نہیں کی جاسکتیں۔ البتہ روپے پیسے کی موجودگی میں انسان اشیاء کی جتنی مقدار جمع کرنا چاہے اتنی اشیاء فروخت کر کے ان کی زری مالیت یعنی دولت جمع کر سکتا ہے گویا چیزوں کی بجائے کرنسی کی صورت میں دولت کا ذخیرہ ہو سکتا ہے۔

5- ادھار لین دین میں دقت: (Difficulty in Deffered Payments)

براہ راست تبادلہ اشیا کی ایک خامی یہ بھی ہے کہ ادھار لین دین اور مستقبل میں ادائیگیاں کرنے کے سلسلہ میں دشواری پیش آتی ہے۔ مثلاً ایک شخص دوسرے کو قلمت اور قسط کے زمانہ میں ایک من گندم ادھار دے اور کچھ عرصہ بعد جب گندم کی فراوانی ہو تو اسے واپس اسے تو ظاہر ہے کہ قرض دینے والے کو پہلے جتنی قدر نہیں ملتی کیونکہ بہتات کے زمانہ کی نسبت قسط کے وقت گندم کی قدر زیادہ ہوتی ہے۔ ویسے بھی کرنسی کی بجائے چیزوں کی شکل میں قرضہ لینا اور نہایت مشکل پیش آتی ہے۔

6- دولت کی منتقلی میں مشکلات: (Difficulties in Mobility of Goods / Wealth)

اتاج، مکان، دکان اور مشینری وغیرہ کو دور دراز جگہوں سے منتقل کرنا مشکل تھا۔ لیکن اب ان اشیاء کو زر کی شکل میں بدل کر با آسانی منتقل کیا جاسکتا ہے۔

7- خدمات کے بدلے خدمات میں مشکلات: (Difficulties in Payment of Services)

خدمات کے بدلے خدمات کا لین دین بھی شاذ و نادر ہی ممکن تھا۔ مثلاً اگر کوئی استاد وکیل کے بچوں کو پڑھائے اور بدلے میں وکیل سے خدمت حاصل کرے جبکہ اس کا کوئی مقدمہ عدالت میں نہ ہو۔

8- حکومتی مسائل: (Difficulties of governments)

ذریعہ غیر موجودگی میں حکومت ٹیکس اشیاء کی صورت میں وصول کرتی تو اتنی اشیاء کو محفوظ کرنا ناممکن ہوتا۔ اسی طرح اشیاء کی صورت میں ادائیگی کرنا ناممکن بھی نہ تھا۔

زر کا ارتقا

Evolution of Money

براہ راست تبادلہ کی مذکورہ بالا مشکلات پر قابو پانے کے لیے انسان نے ایسے آلہ مبادلہ کی تلاش شروع کی جو بیان کردہ خامیوں سے پاک ہو۔ اشیاء کی قدر و قیمت جانچنے کے لیے ایک مشترکہ پیمانہ کا کام دے اور جس کے عوض کبھی لوگ اشیاء دینے کے لیے تیار ہوں۔ چنانچہ زرخلف ارتقا کی مرحلوں سے گزر کر موجودہ مقبول ترین شکل کو پہنچا ہے یہ مراحل درج ذیل ہیں۔

1- اجناسی یا اشیائی زر: (Commodity Money)

ابتدائی طور پر لوگ مختلف اشیاء کو مشترکہ آلہ مبادلہ کے طور پر استعمال کرتے رہے ہیں۔ مثلاً تیر، کھالیں، ہڈیاں، مومیشی، سیب، تمباکو، زیتون کا تیل، تانبا، لوہا اور ہیرے وغیرہ۔ لیکن ان سب میں کوئی نہ کوئی نقص پایا جاتا ہے اس لیے وہ مستقل طور پر آلہ مبادلہ نہ بن سکیں۔ مثلاً مومیشی ناقابل تقسیم ہیں اس لیے خریداری کے لیے غیر مناسب ہیں۔ دوسری طرف زیتون کا تیل چھوٹی چھوٹی مقداروں میں تقسیم پذیر ہے مگر بطور آلہ مبادلہ استعمال کرنا دشوار ہے۔ بعض اشیاء پیڑے ہی "غیاہ پیڑے" (جلد خراب ہونے والی) ہیں۔ اور بعض کی "قدرو قیمت" تغیر پذیر (بدل جانے والی) ہے۔ چنانچہ انسان نے تجربہ اور تلاش جاری رکھی اور بالآخر قیمتی دھاتوں خصوصاً سونے اور چاندی کو اس مقصد کے لیے منتخب کر لیا۔

2- دھاتی زر: (Metalic Money)

انیسویں صدی تک باقی اشیاء کا استعمال ترک کر کے آلہ مبادلہ کو صرف سونے اور چاندی وغیرہ تک محدود کر لیا گیا۔ لیکن ان میں بھی کچھ خامیاں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً چاندی پر پسل جم جاتی ہے اور اس کی شکل دھندلا جاتی ہے۔ جہاں تک سونے کا ذکر ہے اس کی خوبی قابل ذکر ہے کہ اس کی اعلیٰ کثافت کے باعث اس کی سادھ ہونے والی جعلی ملاوٹ کا سراغ مل جاتا ہے۔ لیکن اس کی مقدار اتنی قلیل اور اس کی قدر و قیمت اتنی زیادہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی خریداری کے لیے چھوٹی مالیت کے سکے بنانا ناممکن نہیں، بہر حال کافی مدت تک لوگ آلہ مبادلہ استعمال کرتے رہے کیونکہ انکو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا آسان تھا۔ مگر بعد میں لوگ دھاتوں کے جعلی سکے استعمال کرنے لگے جسکی وجہ سے لوگوں کو پریشانی ہوتی تو حکومت نے دھاتی گلولوں کو سکوں میں دھالنے کا طریقہ رائج کیا۔ تاکہ کھرے اور رکھوٹے میں تمیز ہو سکے۔

3- کاغذی زر: (Paper Money)

کچھ عرصہ بعد جب یہ محسوس کیا گیا کہ زیادہ رقم ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے لیے بہت زیادہ سکے سنبھالے اور مشتعل کرنے پڑتے ہیں تو کاغذی زر یعنی کے نوٹ جاری اور استعمال ہونے لگے۔ کاغذی زر میں آلہ مبادلہ کی حیثیت سے تقریباً کبھی مطلوبہ خوبیاں موجود ہیں۔ مثلاً کاغذی نوٹ وزن میں ہلکے ہیں اور آسانی سے منتقل کئے جاسکتے ہیں۔ ان پر مختلف اعداد مثلاً (پانچ، دس، سو، ہزار) چھاپ کر چھوٹی سے چھوٹی مالیت اور بڑی سے بڑی مالیت کے نوٹ تیار کئے جاسکتے ہیں۔ حکومت ایک خاص قسم کا طباعتی طریقہ اختیار کر کے جعلی نوٹوں کا خاتمہ کر سکتی ہے۔

4- زر بینک Bank Money

زر کے ارتقا کا چھوٹا مرحلہ "زر بینک" ہے جب آہستہ آہستہ بینک قائم ہوئے تو لوگوں نے اپنا فاضل اور بچا ہوا زر بینکوں کے پاس بطور امانت جمع کرنا شروع کر دیا۔ جسے واپس نکالنے کے لیے چیک استعمال ہونے لگے۔ اب ترقی یافتہ ممالک میں تقریباً نوے فیصد ادائیگی اور وصولی چیکوں کے ذریعے بھی ہوتی ہے۔

زر کی تعریف

(Definition of Money)

پروفیسر کراوتھر:

"زر سے مراد وہ شے ہے جسے آلہ مبادلہ کی حیثیت سے عام مقبولیت حاصل ہو اور ساتھ ہی ساتھ وہ قدر کی پیمائش اور قدرے کے ذخیرہ کا بھی انجام دے۔"

پروفیسر فشر:

"زر سے مراد ہے ایسا مقبول عام آلہ مبادلہ جس کے ذریعہ اشیاء کی قیمت ادائیگی کے لیے یا قرضہ واپس دیا جاسکے"

زر کے فرائض: (Functions of Money)

زر سے مندرجہ ذیل کام لیے جاتے ہیں:

1- آلہ مبادلہ (Medium of Exchange)

زر کا اولین اور اہم ترین فرض یہ ہے کہ یہ آلہ مبادلہ کا کام دیتا ہے۔ یعنی چیزیں خریدنے اور بیچنے کے لیے بطور زر لیا استعمال ہوتا ہے۔ اور یوں بازرگانی کی مشکلات کم ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ اب ہر شخص اپنی چیزیں زر کے عوض فروخت کر دیتا ہے اور زر کی مدد سے اپنی ضرورت کی چیزیں خرید لیتا ہے آلہ مبادلہ کی حیثیت سے زر بہت فائدہ پہنچاتا ہے۔ مثلاً صنعت کار اپنے کارخانوں کے لیے خام مال اور مشینیں خرید سکتے ہیں۔ مزدوروں کی اجرتیں ادا کر سکتے ہیں۔

2- پیمانہ قدر: (Standard Measure of Value)

زر "قدر" کی پیمائش کے معیار کے کام آتا ہے۔ جس طرح گندم کے وزن کی پیمائش باٹوں سے کی جاتی ہے پکڑے کے طول و عرض کو میٹر سے ناپا جاتا ہے اسی طرح چیزوں کی قدر و قیمت کو "زر" کے معیار پر ناپا جاتا ہے۔ اس کی بدولت ہر آدمی اپنی اشیاء کی "مالیت" کا اندازہ با آسانی کر سکتا ہے۔ مثلاً بازرگانی کے تحت، یہ چیز دیکھنی پڑتی ہے کہ ایک کرسی کتنے گلوگرام چاول یا کتنے میٹر پکڑے کے برابر ہے لیکن روپیہ کی مدد سے ہم ہر ایک کی الگ الگ قیمت معلوم کر سکتے ہیں۔ مثلاً کرسی پانچ سو روپے کی اور پکڑا چالیس روپے میٹر۔

3- ذخیرہ قدر: (Store of Value)

زر "قدر" کو جمع کرنے یا ذخیرہ کرنے کے کام آتا ہے۔ انسان کو دولت یا قدر جمع کرنے یا ذخیرہ کرنے کی ضرورت پڑتی ہے تاکہ وہ آئندہ ضرورت پڑنے پر استعمال کر سکتے۔ یہ کام زر کرتا ہے کیونکہ کوئی اور شے مثلاً گندم یا کھجور نہیں کر سکتے۔ اس کی وجہ سے یہ کہ اول تو یہ تمام چیزیں دیر تک پڑی خراب ہو جاتی ہیں۔ اور دوم ان کی قدر و قیمت کھٹتی بڑھتی رہتی ہے۔ اور سوم ان کو سنبھال کر رکھنے کے لیے بڑے بڑے گودام درکار ہیں۔ اس لیے قدر کے ذخیرے کے لیے زر یعنی روپیہ سب سے اچھا کام دیتا ہے۔ کیونکہ یہ آسانی کے ساتھ محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔

4- آئندہ ادائیگیوں کا معیار: (Standard of a Deferred Payments)

دور حاضر میں ادھار دینا اور لینا ضروری ہو گیا ہے۔ مثلاً چھوٹے دکاندار تھوک فروشن سے ادھار مال لینے ہیں اور کچھ مدت کے بعد رقم ادا کرتے ہیں۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے ایسی تدبیر کرنا لازمی ہے۔ جس سے دونوں فریقوں کو ناجائز فتنے یا نقصان نہ اٹھانا پڑے یہ مقصد زر کی مدد سے پورا ہو جاتا ہے، کیونکہ زر کی مقدار میں بڑی حد تک استحکام پایا جاتا ہے اس لیے کسی اور شے کی بجائے زر کی شکل میں ادھار لیا اور دیا جاتا ہے۔

5- انتقال قدر کا ذریعہ: (Means of Transferring Value)

زر کی معرفت یہ آسان ہو جاتا ہے کہ ہم اپنی منقولہ یا غیر منقولہ (جو منتقل نہ ہو سکتی ہو) جائیداد (مثلاً زمین، مکان یا دکان) کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر لیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایسی جائیداد کو فروخت کر کے پہلے روپیہ حاصل کر لیں اور پھر اس روپیہ کی مدد سے دوسری جگہ جہاں جائیداد منتقل کرنا چاہتے ہوں، وہی عی جائیداد خرید لیں۔

6- سرکاری ادائیگیوں اور وصولیوں کا ذریعہ: (Means of Government Payment and Receipts)

سرکاری ادائیگیاں اور وصولیاں بھی زر کی معرفت ہی ہوتی ہیں۔ مثلاً حکومت ٹیکس، محصول، مالیدہ اور جرمانہ وغیرہ زر کی شکل میں وصول کرتی ہے۔ اور ادائیگیاں مثلاً تنخواہیں، پنشنیں، وظائف اور انعامات وغیرہ زر کی شکل میں دیتی ہے۔

7- حساب کی اکائی: (A Unit of Account)

زر حساب کتاب کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے کیونکہ اس کے حوالے سے رقم کی گنتی کی جاتی ہے۔ چیزوں کی قیمت بتائی جاتی ہے اور اشیاء و خدمات کا حساب کیا جاتا ہے۔ مثلاً ہم کہتے ہیں کہ فلاں شخص کی ماہانہ آمد 10 ہزار روپے ہے، موٹر کار کی قیمت پانچ لاکھ روپے ہے۔ فلاں آدمی کی کل دولت دو کروڑ روپے ہے۔ گویا روپیہ کی ایک ایسی اکائی ہے جس کی شکل میں حساب کتاب کیا جاتا ہے۔

8- زر کے متفرق فرائض: (Miscellaneous Function)

مذکورہ فرائض کے علاوہ (بارڈر کی بجائے زر کے استعمال سے درج ذیل فرائض بھی انجام دیے جاتے ہیں)

- i- ہر صارف اپنی تسکین حاجت (Satisfaction) کو زیادہ سے زیادہ (Maximum) کر سکتا ہے۔
- ii- بچت اور سرمایہ کاری کا عمل بہل ہو جاتا ہے۔
- iii- سرمایہ کی انتقال پذیری آسان ہو جانے سے تشکیل سرمایہ (Capital Formation) میں اضافہ ہوتا ہے۔
- iv- چیزوں کا تبادلہ آسان ہو جاتا ہے جس کے باعث قومی اور بین الاقوامی سطح پر تجارت فروغ پاتی ہے۔
- v- زر کی وجہ سے قیمتوں کی میکانیت (Price Mechanism) کا عمل آسان ہو جاتا ہے۔ اور مختلف مقاصد کے لیے پیداواری ذرائع کی تخصیص (Allocation of Resources) بہتر انداز سے ہو جاتی ہے۔
- vi- معاشی نظام (Economic System) کی عملکاری (Functioning) آسان اور مستوار ہو جاتی ہے۔

تاہم یہ بات بھی قابل غور ہے کہ بارڈر کی بجائے زر کے استعمال کے باعث، جب حکومت زیادہ نوٹ چھاپ لیتی ہے تو افراط زر (Inflation) اور مہنگائی کا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جس سے امیر، امیر تر اور غریب، غریب تر ہو جاتا ہے۔

عمدہ زر کے اوصاف

Qualities / Essentials of Good Money

زر کا فریضہ انجام دینے کے لیے صرف وہ شے بہترین کام دے سکتی ہے جس میں مندرجہ ذیل خوبیاں پائی جاتی ہیں۔

1- قبولیت عامہ: (General Acceptability)

جس شے کو بطور زر استعمال کیا جائے اس کے لیے ضروری ہے کہ اسے عام قبولیت حاصل ہو۔ تاکہ ہر شخص بلا جہل و حجت اس کے عوض اپنی چیزیں دینے کے لیے تیار ہو، کسی دھات کو قبولیت عامہ اس کے ذاتی وصف کے باعث حاصل ہوتی ہے جیسے سونے یا چاندی کو یا حکومت کے قانون کے باعث، جیسے کرنسی نوٹوں کو، یا اعتماد کے باعث جیسے بینک کے اعتباری زر (Credit Money) کو۔ جس چیز کو تمام لوگ قبول کرنے کو تیار نہ ہوں وہ زر نہیں بن سکتی۔ ہمارے ہاں شے خریدتے اور بیچتے وقت کرنسی نوٹ استعمال کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ ہر شخص انہیں بڑی خوشی سے قبول کرتا ہے۔ ان کے مقابلے میں اگر کوئی شخص خریداری کے لیے نکلے اور ادائیگی کرنے کی خاطر اپنے گھر کے برتن اٹھائے جائے تو شاید اسے کوئی دکان دار بھی سودا نہ دے۔ کیونکہ برتنوں کو بطور آلہ مبادلہ قبولیت عامہ حاصل نہیں ہے۔

2- انتقال پذیری: (Transferring Value)

شے ایسی ہونی چاہیے جو کم "حجم" (Volume) میں زیادہ مقدار (Value) کی حامل ہو تاکہ اسے سنبھالنے اٹھانے پھرنے میں مشکل نہ آئے اور لینے دینے میں آسانی رہے۔ اس مقصد کے لئے سونا چاندی اور کرنسی نوٹ بہترین زر بن سکتے ہیں۔ ان کے برعکس کھالیں، تیرکمان یا مویشی عہدہ زر کا کام نہیں دے سکتے۔

3- پائیداری: (Durability)

آلہ مبادلہ بننے والی شے کے لئے ضروری ہے کہ وہ پائیدار ہو، تاکہ وہ اپنی قدر و قیمت ہمیشہ برقرار رکھ سکے، جیسے سونا، چاندی، کرنسی نوٹ وغیرہ دو دھ اور سیب کام نہیں کر سکتے۔

4- شناخت پذیری: (Recognisability)

زر کی شے ایسی ہونی چاہیے جس کے کھرے اور کھوٹے کی پہچان ہر شخص کو آسانی سے ہو سکے۔ جیسے مختلف سکوں اور نوٹوں پر ان کی مالیت درج ہوتی ہے۔ اور جعلی سکوں اور نوٹوں کی پہچان بہ آسانی ہو جاتی ہے۔

5- تقسیم پذیری: (Divisibility)

زر کی چیز ایسی ہونی چاہیے کہ اگر تھوڑی قدر و قیمت والی اشیاء خریدنے کے لیے اسے چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کیا جائے تو اس کی مالیت میں کوئی فرق نہ آئے۔ سونے کی ایک بڑی سلاخ کو تو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ اور نوٹ بھی مختلف مالیت کے ہوتے ہیں۔ مثلاً ہزار روپے کا، پانچ سو روپے کا سو روپے کا اور دس روپے کا نوٹ لیکن اگر زر کے لیے گائے یا کرسی یا ہیرے کو استعمال کیا جاتا ہو تو انہیں چھوٹے حصوں میں تقسیم نہیں کیا جاسکتا۔

6- تشکیل پذیری: (Manufacturing / formation)

زر جس شے کا بنا ہو وہ اتنی نرم ہونی چاہیے کہ اسے سانچوں میں ڈھال کر اس کے سکے بنائے جاسکیں۔ اور حکومت اس پر کرید کر کوئی نشان ظاہر کر سکے تاکہ اصلی اور جعلی سکوں میں تمیز ہو سکے۔ چنانچہ سکوں کے علاوہ نوٹوں پر ان کی مالیت اور حکومت کی ضمانت درج ہوتی ہے۔

7- مناسب مقدار: (Reasonable Quantity) زر کے طور پر استعمال ہونے والی شے نہ تو اتنی زیادہ ہو کہ اس کی مقدار انتہائی کم ہو جائے اور معمولی معمولی خرید کے لیے اس کی بہت زیادہ مقدار اٹھانا پڑے اور نہ اس کی مقدار اتنی زیادہ ہو کہ چھوٹی خریداری کے لیے وہ استعمال نہ ہو سکے۔

8- یکسانیت: (Homogeneity) اچھے زر کے لیے ضروری ہے کہ اس کی مختلف اکائیاں یکساں ہوں، مثلاً سونے یا چاندی کے مختلف ٹکڑے جو وزن میں برابر ہوں ہر لحاظ سے یکساں ہوں گے ایک ہی مالیت کے ٹکڑے بھی یکساں ہوتے ہیں لیکن کسی اور شے کی مختلف اکائیاں یکساں نہیں ہوتیں۔ مثلاً اگر غلہ بطور زر استعمال ہوتا ہو تو گندم اور چاول کی کئی کئی قسمیں ہیں۔

9- استحکام قدر: (Stability of Value) سب سے اہم خوبی، جو زر کی شے میں موجود ہونی چاہیے وہ استحکام قدر (Stability of Value) چونکہ زراشیاء کی قدر ماپنے کے لیے معیار کا کام دیتا ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ خود اس کی قدر بدلنے نہ پائے کیونکہ اس سے زبردست گڑبڑ پیدا ہو جائے گی۔

10- نقل تیار نہ ہو سکے: یہ بھی ضروری ہے کہ نقل یا جعلی شکل (Countertertable) تیار نہ ہو سکے، ورنہ جعل ساز جعلی کے یا نوٹ تیار کر کے حکومت اور عوام دونوں کو سخت نقصان پہنچائیں گے۔

زر کی اقسام

Kinds of Money

مختلف زاویوں سے زر کی کئی قسمیں بیان کی گئی ہیں۔

1- ودھاتی زر:

ایسا زر جو دھات کے بنے ہوئے سکوں پر مشتمل ہو ودھاتی زر کہلاتا ہے۔ اس کی دو اقسام ہیں۔

(i) معیاری زر: (Standard Money)

اس سے مراد زر کی ایسی اکائی ہے جو ملک کے نظام زر دار سکوں (Coins) کے لیے معیار کا کام دے اس اکائی میں سونے یا چاندی کی اتنی مقدار موجود ہوتی ہے۔ جتنی مالیت اس سکے کے اوپر درج ہوتی ہے یعنی سکے کی ظاہر مالیت (Face Value) (جو اس کے اوپر درج ہوتی ہے) اس کی حقیقی مالیت (Intrinsic Value) (جو اس میں دھات کے ٹکڑے کی ہوتی ہے) کے برابر ہو اس وجہ سے اسے پوری مالیت کا سک (Full bodied coin) بھی کہا جاتا ہے۔

(ii) علامتی زر: (Token Money)

اس سے مراد ایسا سک ہے جس کی ظاہر مالیت اس کی حقیقی مالیت سے زیادہ ہو۔ دوسرے الفاظ میں ظاہر یا علامتی مالیت، جو سکے کے اوپر درج ہوتی ہے اس دھات کی مالیت سے زیادہ ہو۔ جو اس میں موجود ہوتی ہے ہمارا روپیہ اس وقت ایک علامتی سک ہے کیونکہ اس میں جتنا تانبا موجود ہے اس کی قیمت بمشکل پانچ پیسے کے برابر ہوگی حالانکہ اس روپے کے عوض سو پیسے حاصل ہوتے ہیں۔ روپے کے سکے کو یہ حیثیت صرف سرکاری قانون کی وجہ سے ملی ہوئی ہے۔

2- کاغذی زر: (Paper Money)

کاغذی زر سے مراد ایسے نوٹ ہیں جو حکومت یا بینک کے مرکزی بینک (Central Bank) کی طرف سے جاری کئے جاتے ہیں یا کسی کاغذی نوٹ بھی علامتی زر ہے کیونکہ وہ سونے یا چاندی کے نوٹ کی کاغذی حیثیت سے نالیت ایک روپے سے بھی کم ہے۔ پاکستان کے مرکزی بینک مرکزی بینک یعنی اسٹیٹ بینک نے ڈس، پیس، سو، پانچ سو، ہزار اور پانچ ہزار کے نوٹ جاری کئے ہوئے ہیں۔ کاغذی دو قسمیں ہیں۔ آئٹ پاکستان

(i) بدل پذیر کاغذی زر: (Convertible Paper Money)

بدل پذیر کاغذی زر سے مراد حکومت یا مرکزی بینک کے جاری شدہ وہ نوٹ ہیں جو عوام کے مطالبے پر سونے یا چاندی میں بدلے جاسکیں۔

(ii) غیر بدل پذیر کاغذی زر: (Inconvertible Paper Money)

اس سے مراد ایسے نوٹ ہیں جو حکومت جاری کرتی ہے اور جن کو معیاری سکے یا سونے یا چاندی میں بدلنے کی ذمہ داری اپنے اوپر نہیں لیتی۔ چنانچہ حکومت ان نوٹوں کے پیچھے برابر مقدار میں سونا یا چاندی محفوظ نہیں رکھتی لیکن انہیں قانون زر قرار دیتی ہے۔ جس کی وجہ سے ہر شخص پر لازم ہوتا ہے کہ وہ ان کے بدلے چیزیں دے اور لے۔ پاکستانی روپیہ کا نوٹ بدل پذیر نہیں ہے لیکن یہ قانونی زر ہے اور ہر شخص اسے قبول کرنے کا پابند ہے۔ آج کل غیر بدل پذیر کاغذی زر کا رواج ہے کیونکہ آبادی بڑھ جانے اور تجارت پھیل جانے کے باعث کاغذی کرنسی کی ضرورت بڑھ گئی ہے۔ جب کہ سونے یا چاندی کی مقدار اسی نسبت سے نہیں بڑھ سکتی۔

3- زر بینک یا اعتباری زر: (Bank Money / Credit Money)

عام لوگ اور تاجر اپنی نقد رقم کو بینکوں میں امانت کے طور پر جمع رکھتے ہیں اور جب خود ضرورت پڑتی ہے یا کسی کو ادائیگی کرنی ہوتی ہے تو وہ چیک کے ذریعے بینک سے رقم نکالوا لیتے ہیں۔ اگر کسی کو ادائیگی کرنی ہوتی ہے جو کہ دوسرے شہر میں ہو تو بینک سے ڈرافٹ بنا کر بھیج دیتے ہیں، یا ٹریلرز چیک یعنی سفری چیک بنوا لیتے ہیں اب چھوٹی خریداری کے لیے کریڈٹ کارڈ بھی استعمال ہونے لگے ہیں چونکہ چیک یا ڈرافٹ وغیرہ نقد نہیں ہوتے بلکہ لینے والے کو یہ اعتبار ہوتا ہے کہ ان کے بدلے میں نقد رقم مل جائے گی۔ اس لیے انہیں اعتباری زر کہا جاتا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک خصوصاً امریکہ میں نوے فیصد وصولیاں اور ادائیگیاں چیکوں سے ہی کی جاتی ہیں۔ چنانچہ بینکوں کے جاری کردہ آلات مبادلہ کو اعتباری شخص جب چاہے بینک میں جمع کرائی ہوئی اپنی رقم نکالوا سکتا ہے۔ لہذا بینک "میں آپ کا مقروض ہوں" سمجھتا ہے۔ جس کو IOU کہا جاتا ہے۔

4- قریبی زر: (Near Money)

اس سے مراد زر کی وہ شکل ہے جو سیال یا نقد صورت میں نہ ہو، اور اسے خرید و فروخت کے سلسلے میں فوری طور پر استعمال نہ کیا جاسکتا ہو۔ البتہ اسے ایک مخصوص مدت کے بعد نقد زر میں بدلے جاسکتا ہو مثلاً عادی امانتیں، سرکاری، کفالتیں اور کمپنیوں کے حصص وغیرہ۔ ان چیزوں کو زر اس لیے نہیں کہا جاسکتا کیونکہ یہ روزمرہ خرید و فروخت میں کام نہیں آتیں تاہم ضرورت پڑنے پر انہیں نقد زر کی شکل دی جاسکتی ہے۔ گویا یہ زر نہیں قریب زر ہے اس کی تعریف یوں کی جاتی ہے۔

قریب زر سے مراد وہ تمام سرکاری باند ہیں، جنہیں کوئی شخص نقد رقم کی واپسی کے لیے پیش کرتا ہے یا کھلے بازار میں "نقد رقم حاصل کرنے کے لیے فروخت کر سکتا ہے۔"

5- قانونی زر: Legal Tender Money

اس سے مراد زر ہے جو کسی شے کی قیمت یا قرضہ کی ادائیگی کے لیے دیا جاتا ہے۔ اور ملک کے قانون کی رو سے اسے قبول کرنا پڑتا ہے

پاکستان کے سکے اور نوٹ سب قانونی زر ہیں اس کی دو اقسام ہیں۔

- i- محدود قانونی زر Limited Legal Tender: اس سے مراد وہ زر ہے جو کسی شے کی قیمت کی ادائیگی کے لئے اور روئے قانون ایک خاص حد تک دیا جاتا ہے اس سے زیادہ مقدار میں وہ سکہ قبول کرنے پر کسی کو مجبور نہیں کر سکتا۔ مثال کے طور پر اگر آپ نے کسی کو ایک ہزار روپے دینا ہو تو آپ اس کو ساری رقم چھوٹے سکوں پر مجبور نہیں کر سکتے کیونکہ ایسے چھوٹے سکے قانون کی رو سے ایک خاص حد تک ہی دیئے جاسکتے ہیں۔
- ii- غیر قانونی محدود قانونی زر Un-Limited Legal Tender: اس سے مراد وہ زر ہے جو کسی کی قیمت کی ادائیگی اور قبولیت میں کسی قسم کی حد مقرر نہیں ہوتی۔ یعنی وصول کرنے والے کو انکار نہیں کر سکتا۔ سو پاکستانی روپے کے نوٹ غیر محدود قانونی زر ہے یعنی جتنی مقدار میں آپ دینا چاہیں لینے والے قبول کرنا ہی پڑے گا۔

6- حسابی زر: (Money of Account)

اس سے مراد زر کی وہ اکائی ہے جس کے حوالے سے رقم کی گنتی کی جاتی ہے یا چیزوں کی قیمت بتائی جاتی ہے اور اشیاء و خدمات کی مالیت کا حساب کیا جاتا ہے۔ مثلاً پاکستان کا حسابی زر روپیہ ہے۔ کیونکہ تمام لوگ اپنی رقم روپیوں کی شکل میں گنتے ہیں خواہ کسی کے پاس سینکڑوں روپے ہوں یا لاکھوں یا کروڑوں۔ اس طرح تمام چیزوں کی قیمت بھی روپے میں بتائی جاتی ہے۔ مثلاً کپڑا چالیس روپے میٹر کی اتنی روپے کو موٹر کار پانچ لاکھ روپے کی عدد وغیرہ۔ ہر ملک کا اپنا اپنا حسابی زر ہوتا ہے۔ جیسے امریکہ کا ڈالر، انگلستان کا پونڈ، جاپان کا یین، جرمنی کا مارک، سعودی عرب کا ریال اور کویت کا دینار وغیرہ۔

7- کریڈٹ کارڈ: (Credit Card)

آج کل بنک اپنے کارکنوں اور امانت داروں کو نقدی کی بجائے کریڈٹ کارڈ کی شکل میں بھی قرضہ دیتے ہیں۔ اس پر کارڈ ہولڈر کا نام اور دیگر کوائف کی نقاشی کی ہوتی ہے اس سلسلہ میں بنک پہلے یہ اطمینان کر لیتے ہیں کہ کریڈٹ کارڈ لینے والے کی مالی حیثیت قابل اعتماد ہے یہ کارڈ شناختی کارڈ کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور پلاسٹک کا ہوتا ہے اس لئے اسے پلاسٹک زر بھی کہا جاتا ہے۔

کاغذی زر کے فائدے

Merits of Paper Money

موجودہ دور میں تقریباً تمام ملکوں میں کاغذی زر ہی استعمال ہونے لگا ہے جو حکومت یا مرکزی بنک کے جاری کردہ نوٹوں پر مشتمل ہے یہ نوٹوں پر مشتمل ہے یہ نوٹ سونے یا چاندی میں تبدیل نہیں ہو سکتے یعنی حکومت نے انہیں نمبر بدل پزیر کاغذی زر قرار دے رکھا ہے۔ تاہم یہ زر کا کام بہترین انداز سے انجام دے رہے ہیں۔ کیونکہ لوگ انہیں بلا حیل و حجت قبول کر سکتے ہیں۔ کاغذی زر کے یہ فائدے ہیں۔

1- قیمتی دھاتوں کی بچت: (Saving of precious metal)

کاغذی زر کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے قیمتی دھاتوں کی بچت ہوتی ہے۔ کیونکہ سونے یا چاندی کے سکے بنانے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔

2- وافر مقدار: (Abundant)

موجودہ دور میں آبادی بڑھ جانے کے باعث اور مفت و تجارت کی ترقی کے لئے زر کی بہت زیادہ مقدار مطلوب ہے تاکہ لین دین وسیع پیمانے پر ہو سکے لیکن اتنی مقدار میں قیمتی دھاتیں میسر نہیں آسکتی لہذا کاغذی زر نے دھات کی کمی کو پورا کر دیا ہے اگر کاغذی زر کا رواج نہ

ہوتا تو ہمیں ضرورت پھر سکے دستیاب نہیں ہو سکتے تھے۔ کیونکہ معاشی ترقی کے ساتھ ساتھ کرنسی کی ضرورت بڑھتی جاتی ہے اور یہ ضرورت صرف نوٹ ہی پوری کر سکتا ہے۔

3- آسان انتقال: (Easily Transfer)

کاغذی زر کے باعث دولت کو آسانی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اب زیادہ مقدار میں بوجھل سکے اٹھانے کی بجائے تھوڑے سے نوٹوں کو اٹھانا کافی آسان ہو گیا ہے مثلاً پانچ سو روپے اٹھانے کے لئے ایک چھوٹا سا نوٹ کافی ہے حالانکہ سکوں کی شکل میں اتنی رقم اٹھانا کافی دشوار ہے۔

4- حکومت کو فائدہ: (Advantage to Govt.)

کاغذی زر سے حکومت کو بہت فائدہ ہوتا ہے۔ خصوصاً جنگ کے زمانے میں یا سرکاری آمدنی کی قلت کے دور میں کیونکہ حکومت نوٹ چھاپ کر اپنی ضرورت پوری کر لیتی ہے۔

5- سکے سازی کی بچت: (Saving in Coinage)

دھاتوں کو سکوں میں ڈھالنے پر حکومت کے کافی اخراجات آتے ہیں لیکن کاغذی زر کے باعث ان اخراجات کی بچت ہوئی ہے۔ کیونکہ سکے بنانے پر لاگت زیادہ آتی ہے جبکہ نوٹ چھاپنے کا خرچ کم ہے۔

کاغذی زر کے نقصانات

Demerits of Paper Money

اگرچہ کاغذی زر کے رواج میں انسان کو بہت فائدہ پہنچا ہے لیکن یہ نظام خامیوں سے پاک نہیں ذیل میں ہم اس کے نقصانات بیان کرتے ہیں۔

1- غیر مستحکم قدر: (Instable Value)

دھاتی زر کی نسبت کاغذی زر کی قدر زیادہ بدلتی رہتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قیمتی دھات کی مقدار میں غیر معمولی کمی یا زیادتی نہیں ہوتی۔ لہذا ان کی قدر طویل عرصہ تک یکساں رہتی ہے لیکن کاغذی زر کی مقدار کو بڑھانا بہت ہی آسان ہے کیونکہ حکومت جب چاہے نوٹ چھاپ سکتی ہے اور اس کی رسد میں اضافہ کر سکتی اس لئے اس کی قدر ہمیشہ یکساں نہیں رہتی۔

2- افراط زر کا اندیشہ: (Danger of Inflation)

بعض اوقات حکومت اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے نوٹوں کی مقدار میں اضافہ کر لیتی ہے یا بنکوں سے قرضہ لیتی ہے اس کے باعث افراط زر کا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ قیمتیں چڑھ جاتی ہیں۔ چیزیں مہنگی ہو جاتی ہیں لوگوں کے اخراجات بڑھ جاتے ہیں اور غریب طبقہ پر بوجھ پڑ جاتا ہے۔

3- غیر ملکی ادائیگیوں میں دشواری: (Difficulty in international payments)

کاغذی زر کی وجہ سے بیرونی تجارت کے سلسلہ میں غیر ملکی ادائیگیوں میں بڑی دشواری پیش آتی ہے۔ جب تمام ممالک سونے کو معیار زر کے طور پر استعمال کرتے تھے تو ادائیگی اور وصولی بڑی آسانی سے ہو جاتی تھی لیکن جب سے کاغذی زر کا رواج ہوا ہے غیر ملکی لین دین میں وقت پیدا ہوئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک ملک کے نوٹ دوسرے ملکوں میں نہیں چلتے۔

زر کی رسد اور طلب

Supply of And Demand For Money

جس طرح مختلف اشیاء کی قدر و قیمت ان کی اپنی اپنی رسد اور طلب کے باہمی توازن سے طے ہوتی ہے اس طرح زر کی قدر و قیمت بھی زر کی رسد اور طلب کے توازن سے طے ہوتی ہے اس طرح زر کی قدر و قیمت بھی زر کی رسد اور طلب کے توازن سے ہوتا ہے۔ چنانچہ زر کی قدر و قیمت کا مسئلہ سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ زر کی رسد اور طلب کا مفہوم سمجھ لیا جائے۔

زر کی رسد کے اجزاء: (Elements of money)

ہر ملک کے زر مند جب ذیل چیزوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

- 1۔ سکے: سکے مثلاً پاکستان میں حکومت ایک روپے دو روپے اور پانچ روپے کے سکے جاری کرتی ہے جو چھوٹی خریداری کیلئے ہوتے ہیں۔
- 2۔ کرنسی نوٹ: مثلاً دس، پچاس، سو، پانچ سو، ہزار اور پانچ ہزار کے نوٹ پاکستان کا مرکزی بینک جاری کرتا ہے۔ یہ سب نوٹ خرید و فروخت میں کام آتے ہیں۔
- 3۔ اعتباری زر کے آلات: مثلاً بینکوں میں امانتوں کی شکل میں رکھا ہوا لوگوں کا روپیہ جسے وہ چیکوں وغیرہ کے ذریعے واپس اور وصولی کرتے ہیں اگرچہ زر مذکورہ بالا تمام شکلوں میں پایا جاتا ہے۔ لیکن آج کل زر کی اہم ترین شکل سکے اور کرنسی نوٹ نہیں بلکہ بینک کریڈٹ ہے۔ یعنی ایسے بتایا جات جو لوگ بینکوں میں اپنی امانتوں اور کھانوں کی شکل میں رکھتے ہیں۔

زر کی رسد کا مفہوم

زر کی رسد سے مراد زر کی وہ کل مقدار ہے جو لوگوں کی تحویل و ملکیت میں ہو کیونکہ جب تک زر کسی نہ کسی کے قبضہ میں نہ ہو اس کا وجود ہی نہیں ہو سکتا بالفاظ دیگر کسی خاص وقت زر کی رسد سے مراد ہے کہ زر کی ان تمام مقداروں کا مجموعہ ہے۔ جو لوگوں کے پاس رکھی ہوں۔ یوں کہہ لیجئے کہ زر کی رسد سے مراد ہے ”زر کا کل ذخیرہ“ اس لحاظ سے زر کی رسد میں اضافہ کا مطلب یہ نہیں کہ زر کی فروخت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ بلکہ اس کا مطلب ہے زر کے ذخیرہ میں اضافہ۔

تعریف:

زر کی رسد سے مراد زر کی کل مقدار ہے جو لوگوں کے پاس ہو۔

The Supply of money is the total amount of money which is held by people.

زر کی رسد کے ذرائع

(Sources of Money Supply)

پچھے بیان کیا گیا ہے کہ زر کی رسد کا ایک اہم حصہ بینک کریڈٹ پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور یہ ان امانتوں سے پیدا ہوتا ہے جو لوگ بینکوں میں جمع کرواتے ہیں اور یہ امانتیں لوگوں کی بچتوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ لہذا بچتیں بالواسطہ طور پر زر کی رسد کا اہم حصہ ہوتی ہیں ذیل میں اہم بچتوں کی قسمیں بیان کرتے ہیں۔

1۔ انفرادی بچتیں: (Individual Saving)

ان سے مراد وہ رقم ہے جو عام لوگ اپنی آمدنی سے روزمرہ ضروریات پوری کرنے کے بعد پس انداز کرتے ہیں جس کی آمدنی سے روز

مرہ ضروریات پوری کرنے کے بعد پس انداز کرتے ہیں۔ جس کی آمدنی اس کے خرچ سے بہت زیادہ ہو وہ زیادہ رقم بچا لیتا ہے۔ اور جس کی آمدنی اس کی ضروریات سے معمولی سے زیادہ ہو وہ کم رقم بچا لیتا ہے۔ اگر عام بینکاری کے باعث لوگوں کے اخراجات بڑھ جائیں تو بچتیں کم ہو جاتی ہیں اس کے برعکس اگر ان کے دور میں بچتیں بڑھ جاتی ہیں اپنی بچائی رقم لوگ عموماً بینکوں میں محفوظ کرتے ہیں۔ اور اس مقصد کے لئے Saving Account کھول لیتے ہیں۔ انفرادی بچتوں کا دار و مدار دو باتوں پر ہے۔ روپیہ بچانے کی قوت اور روپیہ بچانے کا ارادہ۔

2۔ کاروباری بچتیں: (Business Savings)

مختلف کاروباری ادارے اپنی سالانہ آمدنی ساری کی ساری اپنے حصہ داروں میں تقسیم نہیں کر دیتے بلکہ اس کا کچھ حصہ محفوظ کر لیتے ہیں۔ تاکہ ضرورت پڑنے پر صنعت و تجارت میں لگا دیتے ہیں انہیں کاروباری بچتیں یا مشترکہ اداروں کی بچتیں کہا جاتا ہے۔ اور یہ بچتیں بھی بینکوں میں جمع رہتی ہیں جن کے باعث Bank Credit میں اضافہ ہوتا ہے۔

3۔ سرکاری بچتیں: (Public Savings)

ان سے مراد وہ بچتیں ہیں جو حکومت کی سالانہ آمدنی اور سرکاری خرچ کے درمیانی فرق سے پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً حکومت ٹیکسوں کی معرفت آمدنی حاصل کرتی ہے۔ اور دفاع، تعلیم، صحت وغیرہ کے محکموں پر خرچ کرتی ہے جب حکومت کا بجٹ فاضل ہوتا ہے یعنی اس کی آمدنی اس کے خرچ سے زیادہ ہوتی ہے تو اس رقم کو سرکاری بچت تصور کیا جاتا ہے۔ سرکاری بچتیں مندرجہ ذیل شکلوں میں پیدا ہوتی ہیں۔

- i۔ ٹیکس عائد کر کے: حکومت اپنے شہریوں پر مختلف قسم کے ٹیکس نافذ کرتی ہے مثلاً انکم ٹیکس، ایکسائز ٹیکس، سٹمپ ڈیوٹی وغیرہ۔
- ii۔ قرضے لے کر: بعض اوقات حکومت عوام یا بینکوں سے قرضے لے کر اسے اپنی بچتوں کی شکل دے لیتی ہے قرضوں کی معرفت سرکاری بچتیں پیدا کرنے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ لوگوں پر ٹیکس کا بوجھ نہیں پڑتا اور نہ ان پر اضافی زر یعنی مہنگائی کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔
- iii۔ جموئل خاسر کی معرفت: بعض اوقات لوگوں پر مزید ٹیکس لگانے یا ان سے قرضہ لینے کی گنجائش نہیں ہوتی تو ایسی صورت میں حکومت نئے نوٹ چھاپ لیتی ہے اور اپنی بچتوں میں اضافہ کر کے حسب ضرورت خرچ کر لیتی ہے اسے ”خسارے کی سرمایہ کاری“ بھی کہا جاتا ہے۔

4۔ بینک کریڈٹ: (Bank Credit)

بینک کریڈٹ سے مراد ایسے بتایا جات جو لوگ بینکوں میں اپنی امانتوں کو کھاتوں کی شکل رکھتے ہیں۔ اگرچہ زر کے طور پر استعمال میں سکے اور نوٹ بھی آتے ہیں لیکن عہد حاضر میں (بینک کریڈٹ) کی مقدار سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ چنانچہ زر کی رسد کا تجزیہ کرتے وقت سکوں اور نوٹوں کی بجائے بینک امانتوں پر توجہ مرکوز کی جاتی ہے۔ کیونکہ ان بینک امانتوں میں کی بیشیے بھی زر کی رسد میں کمی بیشی ہوتی ہے۔ اگر بینک امانتوں کی مقدار بڑھ جائے تو ”زر بینک“ کی رسد زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور اگر بینک امانتوں کی مقدار گر جائے تو ”زر بینک“ کی رسد کم ہو جاتی ہے۔ گویا ”زر“ کی رسد سے مراد ہے ملک کے تمام افراد کی (بینک کی امانتوں کا مجموعہ) زر کی رسد کے اس اہم ذریعہ (یعنی بینک کریڈٹ) پر بچت کرتے ہوئے یہ جاننا ضروری ہے کہ کسی ملک میں بینک امانتوں کا حجم کس طرح زیادہ یا کم ہوتا ہے۔

مقدار زر کا تعین

(Determination of Quantity of Money)

غرض زر کی رسد سے مراد ہے زر کی مجموعی مقدار، کچھ بینکوں کے پاس معیادی اور غیر معیادی امانتیں۔ زر کی رسد میں اضافہ یا کمی کرنا نہ تو فقط مرکزی بینک کے اختیار میں ہے اور نہ صرف تجارتی بینکوں کے اختیار میں۔ بلکہ زر کی رسد بڑھانے اور گھٹانے میں دونوں کی پالیسی اثر انداز ہوتی ہے۔

زر کی طلب یا ترجیح نقدیت

(Demand for money or preference for liquidity)

"زر کی طلب سے مراد زر کی وہ مقدار ہے جو لوگ نقد شکل میں اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں"

1- روزمرہ ضروریات کے لئے (محرم خرید و فروخت): (Transaction motive)

روزمرہ زندگی میں صبح و شام ہم اپنی ضرورت کی اشیاء خریدتے رہتے ہیں اس لئے ہم اپنے پاس نقد روپیہ رکھتے ہیں: آٹا، وال پیٹری، مٹی، گوشت، دودھ اور آٹے خریدنے کیلئے ہر شخص کو نقد روپے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں آمدنی عموماً خاص خاص وقتوں کے بعد حاصل ہوتی ہے لیکن اخراجات ہر روز پیش آتے ہیں اس غرض کے لئے نقد روپیہ رکھنے کی ضرورت روزانہوں سے دیکھی جاسکتی ہے۔

(Income motive): (الف) محرم آمدنی:

عام آدمی اپنے پاس کتنی رقم نقد شکل میں رکھتا ہے؟ اس کا دار و مدار دو باتوں پر ہے۔ پہلی یہ کہ اس کی آمدنی کتنی ہے اور دوسری یہ کہ آمدنی کتنے وقت کے بعد حاصل ہوتی ہے وضاحت کے لئے آپ فرض کریں کہ ایک شخص کو ہر ماہ آٹھ ہزار روپے تنخواہ ملتی ہے اور دوسرے کو ہر مہینے دو ہزار روپے۔ گویا دونوں کی تنخواہ یکساں ہے لیکن وصولی کا وقت مختلف ہے یہ بھی فرض کریں کہ دونوں اپنی اپنی ساری آمدنی خرچ کر لیتے ہیں۔

(Business motive): (ب) محرم کاروبار:

کاروباری آجروں کو بھی نقد زر رکھنے کی ضرورت پڑتی ہے، تاکہ وہ خام مال خرید سکیں۔ کاروباری لوگ کتنی رقم نقد شکل میں رکھیں گے؟ اس کا دار و مدار فرم کی بیکری (Sale) اور ایک خاص عرصہ میں رقم کے لین دین (Turn Over) کی مقدار پر ہے: یہ جتنی زیادہ ہوگی، اتنا زیادہ نقد زر کاروبار کو ہر روز ضرورہ کے اخراجات بآسانی پورے کئے جاسکیں، یوں کہہ لیجئے کہ جب عام صارفین اور آجروں، اپنی روزمرہ ضرورت کے لئے نقد شکل میں زر رکھنا چاہتے ہیں تو وہ گویا زر سے آکر مبادلہ کا کام لیتے ہیں۔

2- غیر متوقع ضروریات کے لئے (محرم پیش بندی): (Future needs)

لوگ اپنے پاس غیر متوقع یا اجتماعی ضرورتوں کے لئے بھی نقد روپیہ رکھتے ہیں، مثلاً ہو سکتا ہے کہ گھر میں کوئی بیمار پڑ جائے یا ناگوار حادثہ ہو جائے۔ روزگار بند ہو جائے یا کوئی اچانک ضرورت پیش آجائے تو اسے بآسانی پورا کیا جاسکے کاروباری ادارے اور فرمیں بھی مستقبل میں غیر یقینی حالات کے پیش نظر اس سے نقد رقم رکھنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ مثلاً ہو سکتا ہے کہ جن لوگوں کو ادھار مال دے رکھا ہو ان سے وقت مقررہ پر نقد رقم وصول نہ ہو، جب کہ دوسری طرف فرم کے قرض خواہ اپنی رقم کا فوری مطالبہ کر دیں۔ تو ایسی صورت حال سے نمٹنے کے لئے نقد رقم رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اجتماعی ضروریات کے لئے ایک آدمی کتنی رقم نقد شکل میں رکھے گا؟ اس کا دار و مدار باتوں پر ہے: اول اس کی نفسیاتی کیفیت کیا ہے۔ اور دوم اقتصادی اور معاشرتی حالات کس قسم کے ہیں مطلب وہ بہت حساس اور جلد آکٹا جانے والا آدمی ہے تو اپنے پاس نسبتاً زیادہ رقم رکھے گا ورنہ کم۔ اگر حالات خوش حالی کا اثر اختیار کر رہے ہوں تو وہ خوش امید ہوگا۔

ایسی ضروریات کے لئے جو رقم نقد شکل میں رکھی جاتی ہے۔ وہ گویا ذخیرہ نقد کا کام دیتی ہے۔

3- تخمینہ ضروریات کے لئے: (Speculative demand for money)

نقد کی شکل میں رقم رکھنے کی ایک وجہ یہ ہوتی ہے کہ بعض ناگزیر بازاری یا تخمینہ کاروبار کر سکیں یعنی اگر تخمینہ لگایا جائے کہ آئندہ کسی شے کی قیمت چڑھ جائے تو اسے ابھی سے خرید لیا تاکہ جب قیمت بڑھ جائے تو فروخت کر کے منافع کمایا جائے۔ مثلاً شرح سود میں اتار چڑھاؤ کے باعث مختلف کمپنیوں کے حس اور باغذیر یعنی تسکات کی قیمتوں میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ لہذا سرمایہ باز منافع کمانے کی خاطر باغذیر

لے لیتے ہیں۔ جب ان کی قیمت کم ہو تو اسے فروخت کر دیتے ہیں۔ اگر کچھ کچھ مدت کے لئے دولت اپنے پاس رکھنا چاہیں تو ان کے پاس یہ سوال ہوتا ہے کہ آیا کہ وہ دولت نقد کی شکل میں رکھیں یا باغذیر کی شکل میں۔ جسے وہ سوزوں وقت پر کھ بازی کے لئے استعمال کر سکیں۔

غرض مذکورہ بالا محرکات ملک میں، زر کی طلب کا تعین کرتے ہیں۔ البتہ زر کی طلب پر پہلی اور دوسری قسم کی ضروریات زیادہ اثر انداز نہیں ہوتیں۔ کیونکہ لوگوں کی روزمرہ زندگی کی ضروریات تقریباً ایک ہی سطح پر برقرار رہتی ہیں۔ اس لئے ان مقاصد کی خاطر وہ تقریباً معینہ رقم نقد شکل میں رکھتے ہیں البتہ تخمینہ مقاصد کے لئے جو زر طلب کیا جاتا وہ کم یا زیادہ ہوتا رہتا ہے۔ کیونکہ شرح سود کے گرنے سے تخمینہ ضروریات کے لئے زر کی طلب زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور شرح سود چڑھنے سے زر کی طلب کم ہو جاتی ہے۔

زر کی طلب کو ترجیح نقدیت بھی کہا جاتا ہے یعنی زر کی کفالتوں کی شکل میں رکھنے کے بجائے نقد شکل میں رکھنے کو ترجیح دینا۔

گردش زر کی رفتار

(Velocity of money)

گردش زر کی رفتار سے مراد ہے کہ زر کی ایک اکائی ایک سال میں کتنی مرتبہ اشیاء خریدنے کے کام آتی ہے ہم جانتے ہیں کہ ایک نوٹ یا سکہ کتنی مرتبہ چیزیں خریدنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً آپ ایک روپیہ کی روٹی خریدتے ہیں۔ تا جالی اسی روپے سے دودھ خریدتا ہے، دودھ فروش اسی روپے سے چینی خریدتا ہے، علی ہذا التیاس ایک روپیہ ایک آدمی سے دوسرے آدمی کے پاس، دوسرے سے تیسرے کے پاس اور تیسرے سے کسی اور اس کے پاس منتقل ہوتا رہتا ہے۔ اور وہ ایک سال میں روپیہ کی بجائے کتنی روپیوں کا کام کر جاتا ہے، مثلاً ایک روپیہ سال بھر اگر پانچ مرتبہ اشیاء خریدنے کے کام آئے تو گویا اس نے پانچ روپیوں کا کام کیا۔ اس لحاظ زر کی گردش کی رفتار پانچ ہے، اگر ایک روپیہ سال بھر میں چیزیں خریدنے کے لئے دس مرتبہ کام آئے تو گردش کی رفتار دس ہوگی۔ زر کی رفتار گردش کی تعریف (Definition) یوں کی جاتی ہے۔

پروفیسر سولمن اس کی تعریف یوں کرتے ہیں:

"The rate at which the stock of money is turning over each year is called the velocity of circulation of money." (PAS)

رفتار گردش کو پروفیسر اردوگ شر نے ایک مساوات میں یوں پیش کیا ہے:

$$V_1 = \frac{P \times T}{M} \quad \text{یا} \quad MV = PT$$

$$\text{زر کی رفتار گردش} = \frac{\text{قیمت} \times \text{اشیاء کی مقدار}}{\text{زر کی مقدار}}$$

جبکہ

V = Velocity of Money (زر کی رفتار گردش)

P = Price (قیمتوں کا معیار)

T = Transactions (اشیاء و خدمات کی مقدار)

M = Quantity of Money (زر کی مقدار)

$$P \times T = \text{مجموعی قومی پیداوار}$$

زر کی طلب یا ترجیح نقدیت

(Demand for money or preference for liquidity)

"زر کی طلب سے مراد زر کی وہ مقدار ہے جو لوگ نقد شکل میں اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں"

1- روزمرہ ضروریات کے لئے (محرک خرید و فروخت): (Transaction motive)

روزمرہ زندگی میں صبح و شام ہم اپنی ضرورت کی اشیاء خریدتے رہتے ہیں اس لئے ہم اپنے پاس نقد روپیہ رکھتے ہیں: آٹا، دال، پیڑی، گھی، گوشت، دودھ اور زائے خریدنے کیلئے ہر شخص کو نقد روپے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں آمدنی عموماً خاص خاص وقتوں کے بعد حاصل ہوتی ہے لیکن اخراجات ہر روز پیش آتے ہیں اس غرض کے لئے نقد روپیہ رکھنے کی ضرورت روز ادویوں سے دیکھی جاسکتی ہے۔

(الف) محرک آمدنی: (Income motive)

عام آدمی اپنے پاس کتنی رقم نقد شکل میں رکھتا ہے؟ اس کا دار و مدار دو باتوں پر ہے۔ پہلی یہ کہ اس کی آمدنی کتنی ہے اور دوسری یہ کہ آمدنی کتنے وقفے کے بعد حاصل ہوتی ہے وضاحت کے لئے آپ فرض کریں کہ ایک شخص کو ہر ماہ آٹھ ہزار روپے تنخواہ ملتی ہے اور دوسرے کو ہر مہینے دو ہزار روپے۔ گو یا دونوں کی تنخواہ یکساں ہے لیکن وصولی کا وقفہ مختلف ہے یہ بھی فرض کریں کہ دونوں اپنی اپنی ساری آمدنی خرچ کر لیتے ہیں۔

(ب) محرک کاروبار: (Business motive)

کاروباری آجروں کو بھی نقد زر رکھنے کی ضرورت پڑتی ہے، تاکہ وہ خام مال خرید سکیں۔ کاروباری لوگ کتنی رقم نقد شکل میں رکھیں گے؟ اس کا دار و مدار فرم کی بیکری (Sale) اور ایک خاص عرصہ میں رقم کے لین دین (Turn Over) کی مقدار پر ہے: یہ جتنی زیادہ ہوگی، اتنا زیادہ نقد زر رکھنا ہوگا تاکہ روزمرہ کے اخراجات آسانی پورے کئے جاسکیں، یوں کہہ لیجئے کہ جب عام صارفین اور آجریں، اپنی روزمرہ ضرورت کے لئے نقد شکل میں زر رکھنا چاہتے ہیں تو وہ گویا زر سے آگے مبادلہ کا کام لیتے ہیں۔

2- غیر متوقع ضروریات کے لئے (محرک پیش بندی): (Future needs)

لوگ اپنے پاس غیر متوقع یا احتمالی ضرورتوں کے لئے بھی نقد روپیہ رکھتے ہیں، مثلاً ہوسکتا ہے کہ گھر میں کوئی بیمار پڑ جائے یا ناگوار حادثہ ہو جائے۔ روزگار بند، ہو جائے یا کوئی اچانک ضرورت پیش آجائے تو اسے آسانی پورا کیا جاسکے کاروباری ادارے اور فرمیں بھی مستقبل میں غیر یقینی حالات کے پیش نظر اس سے نقد رقم رکھنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ مثلاً ہوسکتا ہے کہ جن لوگوں کو ادھار مال دے رکھا ہو ان سے وقت مقررہ پر نقد رقم وصول نہ ہو، جب کہ دوسری طرف فرم کے قرض خواہ اپنی رقم کا فوری مطالبہ کر دیں۔ تو ایسی صورت حال سے بچنے کے لئے نقد رقم رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ احتمالی ضروریات کے لئے ایک آدمی کتنی رقم نقد شکل میں رکھے گا؟ اس کا دار و مدار باتوں پر ہے: اول اس کی نفسیاتی کیفیت کیا ہے۔ اور دوم اقتصادی اور معاشرتی حالات کس قسم کے ہیں مطلب وہ بہت حساس اور جلد آگتا جانے والا آدمی ہے تو اپنے پاس نسبتاً زیادہ رکھے گا ورنہ کم۔ اگر حالات خوش حالی کا رخ اختیار کر رہے ہوں تو وہ خوش امید ہوگا۔

ایسی ضروریات کے لئے جو رقم نقد شکل میں رکھی جاتی ہے۔ وہ گویا ذخیرہ قدر کا کام دیتی ہے۔

3- تخمینہ ضروریات کے لئے: (Speculative demand for money)

نقدی شکل میں رقم رکھنے کی ایک وجہ یہ ہوتی ہے کہ بعض تاجر سہ بازی یا تخم کاروبار کر سکیں یعنی اگر تخمینا لگایا جائے کہ آئندہ کسی شے کی قیمت چڑھ جائے گی تو اسے ابھی سے خرید لیتا تاکہ جب قیمت بڑھ جائے تو فروخت کر کے منافع کمایا جائے۔ مثلاً شرح سود میں اتار چڑھاؤ کے باعث مختلف کمپنیوں کے حس اور بانڈز یعنی تمسکات کی قیمتوں میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ لہذا سہ باز منافع کمائے کی خاطر بانڈز خرید

لے لیتے ہیں۔ جب ان کی قیمت کم ہو تو اسے فروخت کر دیتے ہیں۔ اگر کچھ کچھ مدت کے لئے دولت اپنے پاس رکھنا چاہیں تو ان کے پاس یہ سوال ہوتا ہے کہ آیا کہ وہ دولت نقدی شکل میں رکھیں یا بانڈز کی شکل میں۔ جسے وہ سوزوں وقت پر کد بازی کے لئے استعمال کر سکیں۔

غرض مذکورہ بالا محرکات ملک میں، زر کی طلب کا تعین کرتے ہیں۔ البتہ زر کی طلب پر پہلی اور دوسری قسم کی ضروریات زیادہ اثر انداز نہیں ہوتیں۔ کیونکہ لوگوں کی روزمرہ زندگی کی ضروریات تقریباً ایک ہی سطح پر برقرار رہتی ہیں۔ اس لئے ان مقاصد کی خاطر وہ تقریباً معینہ رقم نقد شکل میں رکھتے ہیں البتہ تخمینہ مقاصد کے لئے جو زر طلب کیا جاتا وہ کم یا زیادہ ہوتا رہتا ہے۔ کیونکہ شرح سود کے گرنے سے تخمینہ ضروریات کے لئے زر کی طلب زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور شرح سود چڑھنے سے زر کی طلب کم ہو جاتی ہے۔

زر کی طلب کو ترجیح نقدیت بھی کہا جاتا ہے یعنی زر کی کفالتوں کی شکل میں رکھنے کے بجائے نقد شکل میں رکھنے کو ترجیح دینا۔

گردش زر کی رفتار

(Velocity of money)

گردش زر کی رفتار سے مراد ہے کہ زر کی ایک اکائی ایک سال میں کتنی مرتبہ اشیاء خریدنے کے کام آتی ہے ہم جانتے ہیں کہ ایک نوٹ یا تیکہ کتنی مرتبہ چیزیں خریدنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً آپ ایک روپیہ کی روٹی خریدتے ہیں۔ تاہا جی اسی روپے سے دودھ خریدتا ہے، دودھ فروش اسی روپے سے جینی خریدتا ہے، علی ہذا القیاس ایک روپیہ ایک آدمی سے دوسرے آدمی کے پاس، دوسرے سے تیسرے کے پاس اور تیسرے سے کسی اور اس کے پاس منتقل ہوتا رہتا ہے۔ اور وہ ایک سال میں روپیہ کی بجائے کتنی روپیوں کا کام کر جاتا ہے، مثلاً ایک روپیہ سال بھر اگر پانچ مرتبہ اشیاء خریدنے کے کام آتے تو گویا اس نے پانچ روپیوں کا کام کیا۔ اس لحاظ زر کی گردش کی رفتار پانچ ہے، اگر ایک روپیہ سال بھر میں چیزیں خریدنے کے لئے دس مرتبہ کام آتے تو گردش کی رفتار دس ہوگی۔ زر کی رفتار گردش کی تعریف (Definition) یوں کی جاتی ہے۔

پروفیسر سوسن اس کی تعریف یوں کرتے ہیں:

"The rate at which the stock of money is turning over each year is called the velocity of circulation of money." (PAS)

رفتار گردش کو پروفیسر اردنگ فشر نے ایک مساوات میں یوں پیش کیا ہے:

$$V_1 = \frac{P \times T}{M} \text{ یا } MV = PT$$

زر کی رفتار گردش = $\frac{\text{قیمت} \times \text{اشیاء کی مقدار}}{\text{زر کی مقدار}}$

جبکہ

V = Velocity of Money (زر کی رفتار گردش)

P = Price (قیمتوں کا معیار)

T = Transactions (اشیاء و خدمات کی مقدار)

M = Quantity of Money (زر کی مقدار)

$$P \times T = \text{مجموعی قومی پیداوار}$$

M = Quantity of Money

V = Velocity of Money

M' = Credit Money

V' = Velocity of Credit Money

T = Transaction Performed by money.

اس مساوات کو ایسے بھی لکھ سکتے ہیں۔

$$PT = MV + M'V'$$

قیمت ضرب تجارت سے مراد ہے۔ تمام اشیاء و خدمات کی مجموعی مالیت جس کا مطلب یہ ہے کہ تمام اشیاء و خدمات کو خریدنے کے لئے کتنی رقم درکار ہے۔ گویا مساوات کے بائیں طرف کارکن "ذری طلب" کو ظاہر کرتا ہے دوسری طرف ذری مقدار کو اس کی گردش کی رفتار سے ضرب دی جائے اور اعتباری زر کو اس کی اپنی رفتار گردش ضرب دی جائے تو دونوں کے مجموعہ سے (MV + M'V') ذری کل مقدار کو معلوم کر لیا جائے گا۔ گویا مساوات کے دائیں طرف کارکن "ذری رسد" کو ظاہر کرتا ہے۔ اور یوں مذکورہ بالا مساوات ذری طلب اور ذری رسد کی مساوات ہے یعنی ذری طلب اور ذری رسد ایک دوسرے کے برابر ہے۔

مذکورہ مساوات کو آسان شکل میں پیش کرنے کیلئے M (یعنی اعتباری زر کی مقدار) اور V' (یعنی اعتباری زر کی گردش) کو ختم کر کے یوں بھی لکھا جاسکتا ہے۔

$$P = \frac{MV}{T}$$

فرض کیا کہ:

$$100 = (M) \text{ ذری مقدار}$$

$$5 = (V) \text{ رفتار گردش}$$

$$250 = (T) \text{ مقدار اشیاء}$$

ہو:

$$P = \frac{100 \times 5}{250}$$

$$P = \text{Rs } 2$$

اگر:

$$M = 200$$

$$V = 5$$

$$T = 250$$

$$P = \frac{200 \times 5}{250}$$

$$P = \text{Rs } 4$$

اس مساوات میں ذری مقدار (M) کو دو گنا کرنے سے اس کی قیمت بھی دو گنی ہو گئی ہے جبکہ اس میں ذری قدر نصف رہ جاتی ہے۔

پس ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ مجموعی قومی پیداوار کو ذری مقدار پر تقسیم کرنے سے، ذری رفتار گردش ہو جاتی ہے۔

قدر زر

(Value of Money)

Meaning

ذری قدر سے مراد ہے کہ اس کی بدولت یہ دیگر چیزیں اپنے بدلے میں حاصل کر سکتی ہے۔ بالفاظ دیگر اس کا مطلب ہے ذری قوت مبادلہ، قوت خرید مثلاً سو روپے کا دس کلو آٹا ملے تو سو روپے کی قدر دس کلو آٹے کے برابر ہے اس کے برعکس اگر سو روپے کا آٹھ کلو آٹا ملے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ذری قدر پہلے سے کم ہو گئی۔ اس کے برعکس اگر سو روپے میں ہارہ کلو آٹا ملے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ذری قدر پہلے سے بڑھ گئی ہے۔ گویا ذری قدر اور چیزوں کی قیمتوں میں الٹ رشتہ پایا جاتا ہے۔ اگر قیمتیں چڑھ جائیں تو ذری قدر کم ہو جائے گی۔ اور اگر قیمتیں گر جائیں تو ذری قدر بڑھ جاتی ہے۔

نظریہ مقدار زر

Quantity Theory of Money

تعارف:

یہ نظریہ امریکہ کے ماہر معاشیات پروفیسر ارونگ فشر نے پیش کیا۔ اس نظریہ میں فشر نے ایک مشہور زمانہ مساوات دی جس کی مدد سے قیمتوں کا تعلق مقدار زر اور گردش زر کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس کو یوں بیان کیا جاتا ہے:

تعریف:

"اگر ذری مقدار دو گنی ہو جائے تو اشیاء کی قیمتیں دو گنی ہو جاتی ہیں اور ذری قدر آدھی رہ جاتی ہے۔ اس کے برعکس، اگر ذری مقدار نصف کر دی جائے تو اشیاء کی قیمتیں آدھی ہو جاتی ہیں۔ اور ذری قدر دو گنی ہو جاتی ہے بشرطیکہ دیگر حالات جوں کے توں رہیں۔"

ایک ماہر معاشیات نے اس کی تعریف کو یوں رکھا ہے۔

"The Quantity Theory of Money States That movements in the price level are determined largely by movement in the nominal quantity of money"

(F&D)

غرض معیار قیمت کا دار و مدار عموماً ذری مقدار پر ہوتا ہے۔ اس نظریہ کی وضاحت ایک ماہر معاشیات یوں کرتے ہیں۔ فرض کریں کہ حکومت اچانک کچھ زیادہ نوٹ چھاپ کر ہر شہری کو سو سو روپے بانٹ دیتی ہے۔ لوگ یہ عطیہ پا کر اپنی ضرورت کی اشیاء خریدنے کیلئے بازاروں میں نکل پڑیں گے۔ لیکن چونکہ چیزوں کا اسٹاک یا رسد میں تو کوئی اضافہ نہیں ہوا اس لئے چیزوں کی قیمت بڑھ جائے گی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ مقدار زر میں اضافہ قیمتوں میں اضافہ اور قدر زر میں کمی کا باعث بنتا ہے۔

نظریہ مقدار زر کو پروفیسر ارونگ فشر نے درج ذیل مساوات میں پیش کیا ہے۔ جسے معاملاتی مساوات کہا جاتا ہے۔ یعنی کہ اس سے مراد (Transaction Equation) ہے۔

$$P = \frac{MV + M'V'}{T}$$

P = Price level

$$M = 50$$

$$V = 50$$

$$T = 250$$

$$P = \frac{50 \times 5}{250}$$

$$P = Rs1$$

اس مساوات میں زر کی مقدار (M) تو آدھا کرنے سے قیمت بھی نصف ہوگئی ہے جبکہ زر کی قدر دگنی ہوگئی ہے۔

نظریہ مقدار زر کے مفروضات

(Assumptions)

نظریہ مقدار زر کو بیان کرتے ہوئے پروفیسر نے یہ فرض کر لیا تھا کہ دیگر امور بدستور رہتے ہیں یعنی (Other things remian the same) اس سے مراد یہ ہے کہ یہ نظریہ صرف اس صورت میں درست ہوگا جب مندرجہ ذیل باتیں جوں کی توں رہیں۔

1- اشیاء کی مقدار فروخت نہ بدلے: (No Change in Sale of Goods) اشیاء کی مقدار یکساں رہے یعنی اس میں کمی و بیشی نہ ہو۔ کیونکہ اگر پیداوار زیادہ ہوگی تو قیمتیں ضرور کم ہو جائیں گی اور زر کی قدر بڑھ جائے گی۔ اس کے برعکس اگر اشیاء کی پیداوار کم ہو جائے تو قیمتیں ضرور بڑھ جائیں گی اور زر کی قدر کم ہو جائے گی۔

2- براہ راست مبادلہ کا حجم: (Volume of Barter Pansactions) اشیاء کے براہ راست مبادلہ کا حجم بھی یکساں رہے کیونکہ اگر کچھ لوگ زر کے بغیر ہی چیزوں کے بدلے چیزیں دینے لگے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ زر کی مدد سے خریدی جانے والی اشیاء کی مقدار کم ہوگئی ہے اس کے نتیجہ میں قیمتیں چڑھ جائیں گی اور زر کی قدر (اس کی مقدار میں اضافہ ہوئے بغیر) کم ہو جائے گی۔

3- گردش زر جوں کی توں رہے: (Velocity of Money Remains Censtual) زر کی گردش بھی جوں کی توں رہتی چاہیے کیونکہ اگر اس میں اضافہ ہو جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ زر کی مقدار میں اضافہ ہو گیا ہے اور اس طرح زر کی قدر میں کمی ہو جائے گی۔

4- دینے (Hoardings) جوں کی توں رہیں: دینے یعنی "بلا استعمال پڑے ہوئے" زر کی مقدار نہیں بدلتی چاہیے۔ اگر لوگ پہلے سے زیادہ مقدار میں بچانا اور جمع کرنا شروع کر دیں تو زر کی گردش مقدار زر میں کمی ہو جائے گی اور اس کی قدر بڑھ جائے گی۔ اس کے برعکس اگر دفن شدہ یعنی بچا کر رکھا ہوا زر باہر نکل کر استعمال ہونا شروع ہو جائے تو مقدار زر میں اضافہ ہو جائے گا اور اس کی قدر گر جائے گی (حالانکہ زر کی مجموعی مقدار میں اضافہ یا کمی نہیں ہوتی)۔

5- زر کو بیکار نہ رکھنا (Idle Money): نظریہ مقدار زر کے درست ہونے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ نیا پیدا شدہ زر تمام خرچ کر دیا جائے اور اس کا کوئی حصہ بیکار یا بے مصرف نہ رکھا جائے یعنی نیاز و سنے خرچ کی شکل اختیار کر لے کیونکہ اگر خرچ میں اضافہ نہ ہو تو قیمتوں میں بھی اضافہ نہیں ہوگا۔

نظریہ مقدار زر پر تنقید

(Criticism)

اس نظریہ پر ماہرین معاشیات نے بہت تنقید کی ہے۔

1- "دیگر امور بدستور ہیں" کی شرط (Assumptions are not Valid): یہ نظریہ صرف اس صورت میں درست ثابت ہوتا ہے جب "دیگر امور بدستور ہیں" کی شرط پوری ہو۔ یعنی اعتباری زر اشیاء کی مقدار اور زر کی رفتار گردش میں کوئی تبدیلی نہ ہو۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ عوامل (Factors) بدلتے رہتے ہیں اور اس نظریہ کو درست نہیں ہونے دیتے۔

2- عوامل کا باہمی تعلق (Factors are Inter-dependent): جن عوامل پر یہ نظریہ مبنی ہے وہ اکٹھے نہیں بدلتے بلکہ ان کا آپس میں گہرا تعلق ہے اس لیے ایک عامل کے بدل جانے سے دوسرا عامل بھی بدل جاتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر زر کی مقدار بڑھادی جائے تو اس کے گردش زر بھی بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ مقدار میں اضافہ کے باعث قیمتیں چڑھ جاتی ہیں تجارت فروغ پاتی ہے اور زر کی گردش تیز تر ہو جاتی ہے۔ تجارت کی ترقی سے اعتباری زر کی مقدار اور اس کی گردش میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔

3- مقدار زر و قدر زر کی نسبت باہم: (Ratio between Quantity and Value of Money) زر کی مقدار اور قیمتوں کے معیار میں اگرچہ براہ راست تعلق ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ جس نسبت (Ratio) سے مقدار میں اضافہ ہو اسی نسبت سے قیمتیں چڑھ جائیں کیونکہ جب افراد زر سے قیمتوں میں اضافہ شروع ہوتا ہے تو پھر اپنے خود پیدا کردہ اثرات اور اندرونی قوت کے باعث قیمتیں بڑھتی ہی چلی جاتی ہیں۔

4- بیکار زر کا استعمال: (Usage of Idle Resources) بعض اوقات ایسے بھی ہوتا ہے کہ ملک کے تمام پیداواری ذرائع کو پورے طور پر استعمال نہیں کیا گیا ہوتا بلکہ ان میں سے کچھ بیکار پڑے ہوتے ہیں۔ لہذا ایسے حالات میں اگر زر کی مقدار بڑھائی جائے تو اس سے قیمتوں میں اضافہ نہیں ہوتا بلکہ بیکار زر کا استعمال میں لانے کا موقع ملتا ہے۔ جس سے چیزوں کی پیداوار بڑھ جاتی ہے اور قیمتیں چڑھنے نہیں پاتیں۔

5- سرد بازاری کے دور میں نظریہ کی بے اثری: (Ineffectione during Recession) پروفیسر کراؤتھر اس نظریہ پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ نظریہ مقدار زر صرف یہ بتایا ہے کہ معاشی جدوجہد اور قیمتوں میں اتار چڑھاؤ کس طرح رونما ہوتا ہے لیکن یہ نہیں بتایا کہ آخر یہ اتار چڑھاؤ ہوتے کیوں ہیں۔ پھر اس چیز کی وضاحت بھی نہیں کی کہ کسی وقت تو مقدار زر میں اضافہ سے قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے لیکن بعض اوقات جب بازار میں چیزوں کی مانگ کم ہو، خریداری سرد پڑھ جاتی ہے۔ تو زر کی مقدار میں اضافہ کے بھی قیمتوں کو نہیں بڑھایا جاسکتا۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے "گھوڑے کی لگا میں کھینچ کر اسے پانی پینے سے روکا جاسکتا ہے لیکن جب وہ پیاسا نہ ہو تو اسے پانی پینے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔"

6- متحرک معاشی حالات میں نظریہ کی ناکامی: (Failure during Dynamic Economy) لارڈ کینز نے اس نظریہ پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ نظریہ زر کی قدر کے مسئلہ کی تحرک نہ دیتا ہے بلکہ اسے حالات میں وضاحت نہیں کرتا بلکہ صرف ساکن حالت میں ہی درست ہوتا ہے۔

7- نظریہ کی عملی ناکامی: (Practical Failure of Theory)

اس نظریہ سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ قیمتوں کے معیار زر کی پالیسی کی معرفت یعنی زر کی مقدار پھیلا کر یا سکڑ کر بلند یا پست کیا جاسکتا ہے لیکن عملاً یہ بات صحیح ثابت نہیں ہوتی کیونکہ 1930 میں جب عالمی سر بازار کی رونما ہوئی یعنی پوری دنیا میں چیزوں کی مانگ اور قیمتیں گر گئیں اور بے کاری پھیل گئی تو امریکہ میں قیمتوں کے گرتے ہوئے رجحان کو روکنے کے لئے زر کی مقدار بڑھائی گئی لیکن یہ کوشش بے اثر ثابت ہوئی اس کی وجہ یہ تھی کہ جب قیمتیں گرتی جا رہی تھیں تو لوگوں نے نقد ذریعہ کو با شروء کر دیا جس کے باعث زر کی گردش کی رفتار بھی سست ہو گئی اور یوں زر کی مقدار میں اضافہ کا اثر ڈائل ہو گیا اور قیمتیں نہ بڑھ سکیں۔

زر کی رسد اور طلب کا نظریہ

(Theory of Supply and Demand for Money)

چھپے بیان کیا گیا ہے کہ زر کی قدر کے تعین کا مسئلہ واضح کرنے میں نظریہ مقدار زر کا کام ثابت ہوا ہے کیونکہ اس میں کئی خامیاں ہیں اور اس میں صرف زر کی رسد کے پہلو کو ہی پیش نظر رکھا گیا ہے جب کہ زر کی طلب کے پہلو کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ لہذا اس مسئلہ کی صحیح وضاحت کے لئے زر کی رسد اور طلب کا نظریہ پیش کیا جاتا ہے۔

زر کی رسد اور طلب سے مراد ہے اور ان کا دار و مدار کن باتوں پر ہے چنانچہ ہر شے کی قیمت کی طرح زر کی قدر کا تعین بھی زر کی رسد اور طلب کے باہمی توازن سے ہوتا ہے۔ یعنی زر کی قدر کا تعین اس کے معیار پر ہوتا ہے۔ جس پر اس کی رسد اور طلب باہم برابر ہوں۔

زر کی قدر میں تبدیلی کے اثرات

(Effects of Change in Value of Money)

زر کی قدر کم یا زیادہ تمام لوگوں پر ایک جیسا اثر نہیں پڑتا بلکہ مختلف طبقوں پر مختلف اثرات پڑتے ہیں۔ ذیل میں اس مسئلہ پر بحث کی گئی ہے۔

1- کسان: (Former)

جہاں تک کسان کی آمدنی کا تعلق ہے زر کی مقدار میں تبدیلی اس پر فوری اور نمایاں طور پر اثر انداز ہوتی ہے۔ مثلاً جب عام قیمتیں چڑھتی ہیں تو زر کی قیمتیں اوسط سے زیادہ چڑھ جاتی ہیں۔ اس لئے اسے فائدہ ہوتا ہے۔ ان کی قیمت کافی چڑھ جاتی ہے لیکن جو اشیاء وہ خریدتا ہے مثلاً مصنوعات وغیرہ ان کی قیمت زیادہ نہیں چڑھتی۔ اس کے برعکس جب عام قیمتیں گرتی ہیں تو زر کی پیداوار کی قیمتیں اوسط سے زیادہ گر جاتی ہیں۔ کیونکہ ضیاع پڑنے ہونے کے باعث انہیں فروخت ہونے سے عموماً روکا نہیں جاسکتا اس سے کسان کو نقصان ہوتا ہے۔ گویا ثابت ہوا کہ جب قیمتیں چڑھ جائیں تو کسان کو نسبتاً زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔ اور جب گرجائیں تو نسبتاً زیادہ نقصان۔

2- فیکٹری مزدور: (Labourer)

شہر میں رہنے والے فیکٹری مزدور کا معاملہ بالکل برعکس ہے اس کی اپنی محنت کی قیمت یعنی اجرت عام ضرورت کی چیزوں کی قیمت سے بدلتی ہے، یعنی اگر عام قیمتیں گرجائیں، تو اس کی اجرت میں اسی نسبت سے کمی نہیں ہوتی، اس لئے اسے فائدہ ہوتا ہے۔ اگر عام قیمتیں چڑھ جائیں تو اس کی اجرت اسی نسبت سے نہیں بڑھائی جاتی اس لئے اسے نقصان ہوتا ہے۔



ماڈل پرچہ سوالات

مختصر سوالات

مختصر سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

1- بارڈر سسٹم سے کیا مراد ہے؟
جواب: ایسا معاشی نظام جس میں زر موجود نہ ہو بلکہ اشیاء کا تبادلہ اشیاء کے ساتھ، اشیاء کا تبادلہ خدمات کے ساتھ، یا خدمات کا تبادلہ خدمات کے ساتھ براہ راست ہو۔ اسے براہ راست تبادلہ کا نظام بھی کہتے ہیں۔

2- زر کی تعریف بیان کریں۔

جواب: زر سے مراد وہ شے ہے، جسے آلہ مبادلہ کی حیثیت سے قبولیت عامہ حاصل ہو اور ساتھ ہی ساتھ وہ پیش کش قدر اور ذخیرہ قدر کا فریضہ بھی سرانجام دے۔

یاد رہے جو زر کے فرانچ سرانجام دے، زر کہلاتی ہے۔

3- زر چار اہم فرائض پاتا ہے۔

جواب: (i) آلہ مبادلہ (ii) پیش کش قدر

(iii) ذخیرہ قدر (iv) انتقال قدر

4- عمدہ زر کے چار اوصاف لکھیں۔

جواب: (i) قبولیت عامہ (ii) پائیداری

(iii) شناخت پذیری (iv) تقسیم پذیری

5- قریبی زر سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد زر کی وہ شکل ہے جو سیال یا نقد (Cash) کی صورت میں نہ ہو اور اسے خرید و فروخت کے سلسلے فوری طور پر استعمال میں نہ لایا جاسکے البتہ اسے ایک مخصوص مدت کے بعد نقد زر میں بدلا جاسکتا ہو مثلاً معیادی امانتیں، سرکاری کفالتیں اور کمپنیوں کے حصص وغیرہ۔

6- کاغذی زر کی تعریف لکھیں۔

جواب: کاغذی زر سے مراد ایسے نوٹ ہیں جو حکومت یا ملک کے مرکزی بینک کی طرف سے جاری کئے جاتے ہیں۔ پاکستان میں 50, 20, 10 روپے وغیرہ کے نوٹ کاغذی زر ہیں۔

7- بدل پزیر کاغذی زر سے کتے ہیں؟

جواب: ایسا کاغذی زر جو عوام کے مطالبے پر سونے یا چاندی میں بدلا جاسکے بدل پزیر کاغذی زر کہلاتا ہے ان نوٹوں کے پیچھے برابر مقدار میں سونا یا چاندی رکھتی ہے۔

8- غیر بدل پزیر کاغذی زر سے کیا مراد ہے؟

جواب: ایسا کاغذی زر جو عوام کے مطالبے پر سونے یا چاندی پر بدلانا نہ جاسکے غیر بدل پزیر کاغذی زر کہلاتا ہے۔ ان نوٹوں کے پیچھے حکومت برابر مقدار میں سونا یا چاندی نہیں رکھتی۔

- 9- معیاری زر کی تعریف لکھیں۔
جواب: ایسا زر جس کی ظاہری اور حقیقی مالیت برابر ہوں معیاری زر کہلاتا ہے۔ مثلاً حقیقی رقم کی دھات استعمال ہوئی ہو، سکے پر اتنی کی مالیت درج ہو تو ایسا سکے معیاری زر کہلائے گا۔
- 10- علاقائی یا وضعی زر کے کہتے ہیں؟
جواب: ایسا زر جس کی ظاہری مالیت زیادہ لیکن حقیقی مالیت کم ہو علاقائی زر کہلاتا ہے۔ مثلاً اگر کسی سکے پر دھات کم مالیت کی استعمال ہوئی ہو لیکن اس پر ذائد مالیت درج کر دی جائے تو ایسا سکے علاقائی زر میں شمار ہوگا۔
- 11- قانونی زر کی تعریف لکھیں۔
جواب: اس سے مراد وہ زر جسے ملک کے قانون کی رو سے قبول کرتا ہے مثلاً پاکستان میں سکے اور نوٹ زر قانونی ہیں۔
- 12- محدود قانونی زر سے کیا مراد ہے؟
جواب: اس سے مراد وہ زر ہے جسے وصول کنندہ ایک خاص حد سے زیادہ قبول کرنے پر مجبور نہ ہو کیونکہ اس قسم کے زر کی منتقل کرنا مشکل ہوتا ہے پاکستان میں دھات کے سکے محدود قانونی زر ہیں۔
- 13- لامحدود قانونی زر سے کیا مراد ہے؟
جواب: اس سے مراد وہ زر ہے جسے وصول کنندہ ہر حال میں قبول کرنے پر مجبور ہوتا ہے اور اس کی ادائیگی پر حکومت نے کوئی حد مقرر نہیں کی ہوتی۔ پاکستان میں کاغذی زر لامحدود قانونی زر ہے۔
- 14- حسابی زر کی تعریف لکھیں۔
جواب: اس سے مراد زر کی وہ اکائی ہے جس کے حوالے سے رقم کی گنتی کی جاتی ہے یا چیزوں کی قیمت بتائی جاتی ہے۔ مثلاً پاکستان میں حسابی زر روپیہ ہے اور امریکہ کا ڈالر وغیرہ۔
- 15- کریڈٹ کارڈ کیا ہوتا ہے؟
جواب: یہ پلاسٹک کا بنا ہوا کارڈ ہوتا ہے جو بیک کسی شخص کو ادھار دینے کے لئے جاری کرتا ہے۔ اس کارڈ کی مدد سے نقد رقم بھی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اور یہ خرید و فروخت کے کام بھی آتا ہے۔
- 16- کاغذی زر کے چار فوائد لکھیں۔
جواب: (i) آسان منتقلی (ii) کم لاگت (iii) حقیقی دھاتوں کی بچت (iv) ہنگامی استعمال
- 17- زر کی رسد سے کیا مراد ہے؟
جواب: زر کی رسد سے مراد زر کی وہ کل مقدار ہے جو لوگوں کے پاس موجود ہو۔
- 18- زر کی رسد کے چار ذرائع لکھیں۔
جواب: (i) انفرادی بچتیں (ii) کاروباری بچتیں (iii) سرکاری بچتیں (iv) بینک کریڈٹ
- 19- نظریہ مقدار زر کے چار مفروضات لکھیں۔
جواب: (i) اشیاء کی مقدار فروخت نہ بدلے (ii) براہ راست مبادلہ کا حجم نہ بدلے (iii) زر کی گردش یکساں رہے (iv) زمینوں کی مقدار نہ بدلے

- 20- نظریہ مقدار زر کی چار خامیاں لکھیں۔
جواب: (i) سر دہا زاری کے دور میں بے اثر ہے (ii) متحرک حالات میں ناکام ہے (iii) عوامل کا باہمی تعلق واضح نہیں (iv) مقدار زر اور قدر زر کی باہمی نسبت درست نہیں
- 21- زر کی طلب سے کیا مراد ہے؟
جواب: زر کی طلب سے مراد زر کی وہ مقدار جو لوگ نقد شکل میں اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں۔
- 22- ہارڈ سسٹم کی چار مشکلات بتائیں۔
جواب: (i) ضرورتوں میں دوطرفہ مطابقت کا نہ ہونا (ii) بعض اشیاء کا ناقابل تقسیم ہونا (iii) ذخیرہ قدر میں دقت (iv) ادھار لین دین میں مشکلات
- 23- زر کی رفتار گردش سے کیا مراد ہے؟
جواب: زر کی رفتار گردش سے مراد وہ شرح ہے جس پر زر کا ذخیرہ ہر سال گردش کرتا ہے۔
- 24- زر کی نقدیت کے تین مقاصد تحریر کریں۔
جواب: (i) روزمرہ ضروریات کے لئے (ii) غیر متوقع ضروریات کے لئے (iii) تخمین یا سٹ بازی کے لئے
- درست جواب کا انتخاب کریں**
- 2- ہر سال کے چار کنہ جہاں دیئے گئے ہیں ان میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔
1- ضروریات کا دوطرفہ عدم مطابقت کا سلسلہ اس میں پایا جاتا ہے۔
(A) بینکاری (B) لین دین (C) ہارڈ سسٹم (D) بین الاقوامی تجارت
- 2- مندرجہ ذیل میں سے ایک زر کا فریضہ نہیں:
(A) آلہ مبادلہ (B) معیاد قدر (C) ذخیرہ قدر (D) استحکام قدر
- 3- زر کی حقیقی طلب (Speculative Demand) کس کا تعلق ہے؟
(A) سرمایہ کاری (B) آمدنی (C) صرف (D) شرح سود
- 4- ہارڈ سے مراد ہے۔
(A) زر کے بدلے اشیاء خریدنا (B) شے کے بدلے شے لینا (C) تھوک منڈی سے مال خریدنا (D) پرچوں بازار سے اشیاء ضرورت خریدنا
- 5- زر کے فرائض میں یہ شامل ہے۔
(A) اشیاء کی پیداوار بڑھانا (B) مہنگائی میں کمی کرنا (C) آلہ مبادلہ (D) برآمدات میں اضافہ کرنا

6- زر کی اقسام یہ ہیں۔

- (A) اشیائے صرف
(B) اشیائے سرمایہ
(C) کاغذی زر
(D) خام مال

7- زر کی رسد سے کیا مراد ہے؟

- (A) سکوں کی مقدار
(B) نوٹوں کی مقدار
(C) زر کی مقدار جو لوگوں کے پاس ہے
(D) سرکاری بچتیں

8- ترجیح نقدیت سے مراد ہے۔

- (A) کچھ ہی کرنا
(B) اصراف کرنا
(C) روپیہ نقد شکل میں رکھنا
(D) پراپتی خریدنا

9- سرکاری بچتوں سے مراد ہے۔

- (A) ٹیکس کی آمدنی
(B) سرکاری آمدنی اور سرکاری خرچ کا فرق
(C) برآمدات
(D) زیر گردش نوٹوں کی مقدار

10- زر کی قدر کم ہوجانے سے یہ بلکہ فائدہ میں رہتا ہے۔

- (A) مقررہ آمدنی والے
(B) تاجر صنعت کار
(C) قرض خواہ
(D) کسان

11- نظریہ مقدار زر اس ماہر معاشیات نے پیش کیا۔

- (A) کینز
(B) کراؤتھر
(C) فشر
(D) سیوکسن

12- کینز نے یہ نظریہ پیش کیا۔

- (A) نظریہ مقدار زر
(B) نظریہ ترجیح زر نقد
(C) نظریہ مختتم پیداواریت
(D) منافع کا نظریہ غیر یقینی

13- مقدار زر اور قدر زر کا تعلق ہے۔

- (A) براہ راست
(B) معکوس
(C) کوئی نہیں
(D) دونوں

14- ہماری زر کی اکائی ہے۔

- (A) روپیہ
(B) پیسہ
(C) ڈالر
(D) ریال

15- تقریباً زر کا ہمارا پڑتا ہے۔

- (A) معین آمدنی گروپ
(B) سرمایہ کار
(C) کسان
(D) خریدار

16- پاکستان کا مالیاتی سال

- (A) یکم جنوری تا 31 دسمبر
(B) یکم جنوری تا 30 جون
(C) 30 جون تا 31 دسمبر
(D) یکم جولائی تا 30 جون

17- ہمیں جانب اوپر والے کوٹے پر دستاویزی کیسریں کھینچی جاتی ہیں۔

- (A) حامل چیک
(B) سفری چیک
(C) حکمی چیک
(D) نشان زدہ چیک

18- زر کی رسد میں شامل ہے۔

- (A) انفرادی بچتیں
(B) کاروباری بچتیں
(C) سرکاری بچتیں
(D) تینوں

19- سرکاری کفالتیں کس قسم کا زر ہے۔

- (A) کاغذی زر
(B) قریبی زر
(C) قانونی زر
(D) بدل پذیری امانتیں

20- درج ذیل میں سے کوئی ایک اعتباری زر میں شامل ہے۔

- (A) کاغذی نوٹ
(B) معیاری زر
(C) کریڈٹ کارڈ
(D) قانونی زر

21- چیک، ہنڈی اور بینک ڈرافٹ کس قسم کے زر کی نمائندگی کرتا ہے۔

- (A) قانونی زر
(B) اعتباری زر
(C) کاغذی زر
(D) سونے کے سکے

22- کون سے زر کی ظاہری مالیت اس کی حقیقی مالیت کے برابر ہوتی ہے۔

- (A) معیاری زر
(B) وضعی زر
(C) اعتباری زر
(D) سونے کے سکے

23- زر کی معاملاتی طلب کا انحصار کس پر ہوتا ہے۔

- (A) شرح سود
(B) کاروباری حالات
(C) اسٹاک ایکسچینج
(D) آمدنی

24- کس کے لحاظ سے زر کی رسد غیر یکجہ دار ہوتی ہے۔

- (A) شرح سود
(B) آمدنی
(C) سرمایہ کاری
(D) خرچ

(A) شرح سود
(B) آمدنی
(C) سرمایہ کاری
(D) خرچ

(A) شرح سود
(B) آمدنی
(C) سرمایہ کاری
(D) خرچ

(A) شرح سود
(B) آمدنی
(C) سرمایہ کاری
(D) خرچ